قرآن مجید میں آیات متشابہات کی حقیقت۔ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Allegorical Verses in the Qura'n

ہادی بخش[*]

ڈاکٹر شہزاد چنا[**]

ABSTRACT:

Allah has revealed the knowledge of the truth of the universe. Therefore, words of closeness in universal and psychological matters have been used to justify reality. Allah has revealed the Qur'an so that people should live according to Holy Quran in all the fields of life. In the same verses, Allah has placed a collection of verses in the form of different meaning which are called Ayaat Mutshabihat and other verses are called Muhkim i.e. Muhkim Ayaat has no different meaning. The good and the righteous people follow the verses of Muhkim and they believe in the Ayaat Mutshabihat that these verses of Allah. Even though the wicked do not follow the Muhkim verses. But also they follow Ayaat Mutshabihat, when the deviator gave strength to their false sects through verses of Mutshabihat, then the scholars insisted to interpret verses of Mutshabihat that were according to the Quran and the correct Hadith. The method of the Sunnah is that if the verses differ in contradictory, then we follow only verses of Muhkim and also we do not accept any interpretation of Mutshabihat that are against the Quran and Sunnah. Therefore, the security and care factor is to follow the verses of Muhkim.

Keywords: Holy Quran, verses, Muhkim Ayaat, Ayaat Mutshabihat.

اللہ تعالیٰ کا عظیم تحفہ قرآن مجید وہ کتاب ہے۔ جس کی رہنمائی سے انسان دنیا و آخرت کی زندگی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک سے صالح افراد ہمیشہ ہدایت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ فتنہ پرور انسان قرآن پاک سے صرف آیات متشابہات [1] کے پیچھے دوڑتے ہیں، کتاکہ اپنے باطل نظریات کو استدلال کے ذریعے قوت فراہم کریں۔ حالانکہ اہل علم کا صحیح منہج یہ ہے کہ آیات متشابہات کو محکم [2] آیات کی طرف راجع کیا جائے۔ جبکہ آیات متشابہات پر صرف ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ مگر فتنہ پسند لوگ آیات محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں میں شکوک و شبہات ڈال سکیں۔ یہی وہ ضرورت تھی جب علماء کرام نے آیات متشابہات کی تفسیر کی جو کہ محکم آیات کے موافق ہے۔ اور آیات متشابہات کو محکم آیات کی طرف راجع کر کے فتنہ پرور لوگوں کو علمی میدان میں شکست دے کر اس فتنہ کا خاتمہ کیا۔ علماء متقدمین آیات متشابہات میں غور و فکر نہیں کرتے تھے اور نہ کسی کو ان کا معنی بیان کرتے تھے لیکن متاخرین علماء احناف نے جب یہ دیکھا کہ بدمذہب لوگ ان آیات کے ظاہری معنی بتا کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں مثلاً وجہ اللہ سے اللہ کا چہرہ بیان کرتے ہیں "یدا للہ" سے اللہ کا ہاتھ "یوم یکشف عن ساق" سے اللہ کے لیے پنڈلی ثابت کرتے ہیں تو اس موقع پر علماء نے مسلمانوں کے عقائد کو محفوظ کرنے کے

[*] Assistant Professor, Mehran University SZAB Campus Khairpur Mirs Sindh. hadibukhsh@gmail.com
[**] Assistant Professor, Da'wah Academy, IIU, Islamabad. shahzadchanna@yahoo.com

لیے ان آیات کی تاویلات کیں، اور یہ تصریح کر دی کہ یہ تاویلات ظنی ہیں اور ان آیات متشابہات کے صحیح محمل اور حقیقی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[3] چنانچہ دور حاضر میں بھی اس چیز کی ضرورت تھی کہ آیات متشابہات کے بارے میں قرآن وحدیث کے موافق صحیح موقف کو منظر عام کیا جائے اور متشابہات کے پیچھے چلنے والوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں سخت وعید سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ جہنم کے خریدار نہ بنیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ عوام الناس کو بھی مطلع کیا جائے کہ آیات متشابہات میں پڑنے کے بجائے محکم آیات پر عمل کریں۔ اور جو لوگ آیات متشابہات کے ذریعے شکوک وشبہات ڈالتے ہیں ان سے باخبر اور چوکنا رہیں۔

متشابہات کا لغوی معنیٰ:

ملتا جلتا، یکساں۔ المتشابہ وہ نص قرآنی ہے جس میں مختلف معانی کا احتمال ہو[4]۔ تشابہ: باہم ملتا جلتا، ایک دوسرے کی مانند۔ تشابہات: وہ آیتیں جن کی تفسیر مشکل ہو اور آسانی سے ان کے معنی مراد متعین نہ کیے جائیں۔[5]

متشابہات کی اصطلاحی تعریف:

1: وہ آیت ہے جس کا مدلول الفاظ ایسی معانی پر مشتمل ہو جو ہمارے حواس کی گرفت سے بالاتر ہوں۔ جیسے آخرت وقیامت کے واردات، جنت ودوزخ کے ثواب وعذاب کے بیانات۔[6]

2: تشابہ وہ (آیت) ہے جو اپنا معنی ومفہوم ظاہر کرنے میں واضح نہ ہو۔[7]

متشابہات کی مختصر وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی حقیقت کا کچھ علم انسان کو عطا کیا ہے۔ تاکہ انسان اپنی زندگی کا مقصد متعین کرنے میں صحیح سمت پر چل سکے۔ چونکہ کائنات کا علم وسیع ہے اور اس کے مسائل بھی مابعد الطبیعی ہیں۔ یعنی ماورائے عقل ہیں۔ انسانی عقل قاصر ہے کہ کُلی طور پر ان مسائل کا احاطہ کرے۔ اس لیے کائنات اور غیبی امور سے متعلق ایسے انسانی زبان میں قریب بنانے کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو کہ حقیقت سے صرف قریب کر دیں۔ لیکن اس کی حقیقت تک رسائی انسان کو گمراہ کر دے گی۔[8]

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کی صفات، قیامت، جنت، جہنم، ثواب اور عذاب وغیرہ کے متعلق امور میں بات کی جائے گی تو تشابہ واقع ہو گا۔ یعنی ایک سے زیادہ وجوہ اور احتمالات کا امکان رہے گا۔ مگر صحیح طریقہ یہ ہے کہ متشابہات کو محکم آیات کی طرف راجع کیا جائے کیونکہ محکم آیات قرآن کی اصل ہیں گویا کہ متشابہ آیات فرع کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس لیے متشابہات کو محکم آیات کی طرف لوٹایا جائے گا۔ لیکن جن افراد کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھ ہوتی ہے وہ متشبہات کو معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ صحیح ہدایت کو قبول نہیں کرتے صرف متشابہات کی تاویل اور تفسیر میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ ان افراد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنے باطل نظریات کو متشابہات کے ذریعے قوت فراہم کریں۔[9]

بعض گمراہ لوگ متشابہات کی ایسی تفسیر بیان کرتے ہیں جو کہ محکم آیات کے مخالف ہوتی ہے وہ اس طرح مسلمانوں میں شکوک و شبہات ڈالتے ہیں، اور بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا مفہوم واضح نہیں ہوتا اور ان میں مختلف تاویلات کی گنجائش ہوتی ہے۔ جن کے دل حق سے

منحرف ہوتے ہیں وہ دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے آیات متشابہات کی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو محکم آیات کے منافی ہوتی ہیں۔ اور اس طرح ان کے دلوں میں قرآن واسلام کے متعلق طرح طرح کے شکوک کرتے وقت محکم آیات کی پیروی کی جاتی اور ان کی روشنی میں ان کا مفہوم بتایا جاتا۔ لیکن کیونکہ نیت فاسد ہوتی ہے اس لئے وہ راہ راست کو چھوڑ کر پیچ در پیچ راہ اختیار کرتے ہیں۔[10]

متشابہات کی وہ تفسیر جو محکم آیات کے خلاف ہو وہ رد کی جائے گی۔ متشابہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ جس کا معنی محکم کی طرف راجع کیا جاتا ہے جس سے اس کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ جبکہ متشابہ کی دوسری قسم کی حقیقت کوئی نہیں جانتا اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سپرد کرنا چاہیے۔ مگر فتنہ پرور لوگ اس کے معنی معلوم کرنے کی خاطر کوشش کرتے ہیں۔

جس لفظ کا معنی اس لفظ سے معلوم نہ ہو سکے وہ متشابہ ہے، اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے کہ اس کو محکم کی طرف لوٹانے سے اس کا معنی معلوم ہو جائے دوسری قسم وہ ہے جس کی حقیقت کی معرفت کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور جو شخص اس کے معنی کے درپے ہو وہ بدعتی اور فتنہ پرور ہے۔[11]

درحقیقت قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے مضامین نازل کیے ہیں ایک تو وہ ہیں جو ہماری دنیا سے متعلق ہیں۔ جنہیں محکم کہا جاتا ہے اور یہ عملی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ دوسرے مضامین وہ ہیں جو نامعلوم دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن پر ہمیں صرف ایمان رکھنا چاہیے۔ اور یہی مضامین متشابہات میں سے ہیں۔ متشابہات کو سمجھانے کی غرض سے تمثیل کا طرز اختیار کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک سے زیادہ احتمالات ممکن ہوتے ہیں۔

قرآن میں دو طرح کے مضامین ہیں: ایک وہ جو انسان کی معلوم دنیا سے متعلق ہیں۔ مثلاً تاریخی واقعات، کائناتی نشانیاں، دنیوی زندگی کے احکام وغیرہ۔ دوسرے وہ جن کا تعلق ان غیبی امور سے ہے جو آج کے انسان کے لیے ناقابل ادراک ہیں۔ مثلاً خدا کی صفات، جنت دوزخ کے احوال، وغیرہ۔ پہلی قسم کی باتوں کو قرآن میں محکم انداز، بالفاظ دیگر براہ راست اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ دوسری قسم کی باتیں انسان کی نامعلوم دنیا سے متعلق ہیں، وہ انسانی زبان کی گرفت میں نہیں آتیں۔ اس لیے ان کو متشابہ انداز یعنی تمثیل وتشبیہہ کے اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً انسان کا ہاتھ کہا جائے تو یہ براہ راست زبان کی مثال ہے اور اللہ کا ہاتھ تمثیلی زبان کی مثال۔ جو لوگ اس فرق کو نہیں سمجھتے وہ متشابہ آیتوں کا مفہوم بھی اسی طرح متعین کرنے لگتے ہیں جس طرح محکم آیتوں کا مفہوم متعین کیا جاتا ہے۔ یہ اپنے فطری دائرہ سے باہر نکلنے کی کوشش ہے۔ اس قسم کی کوشش کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ آدمی ہمیشہ بھٹکتا رہے اور کبھی منزل پر نہ پہنچے کیونکہ "انسان کے ہاتھ" کو متعین طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر "خدا کے ہاتھ" کو موجودہ عقل کے ساتھ متعین طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔[12]

متشابہات کے بارے میں بعض اہل علم کے مختلف آراء کا خلاصہ:

الف:

1: امام راغب اصفہانی[13] نے ایک معتدل راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ متشابہات کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

اول: ایک قسم کی متشابہات وہ ہیں جن کا جاننا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ مثلاً قیامت کا وقت، دابۃ الارض کا نکلنا۔

دوم: دوسری قسم وہ ہے جس سے آگاہ ہونے کیلئے انسان کے پاس وسائل موجود ہیں مثلاً الفاظ غریبہ اور احکام مغلقہ وغیرہ۔

سوم۔ تیسری قسم وہ ہے جو دونوں کے درمیان ہے۔ اس سے بعض علماء راسخین واقف ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگ اس کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے۔ آنحضور ﷺ نے مندرجہ بالا ارشاد میں اسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس کے حق میں دعا کی۔ وہ یہ ہے: "اللهم فَقِّهه في الدِّين، وعَلِّمْهُ التأويل" (اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا کر اور اس کو تاویل سکھادے۔)[14]

2: اکثر علماء کا اسلوب یہ رہا ہے کہ متشابہات کی تاویل خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اس نظریہ کے حامل علماء لفظ "اللہ" پر وقف کرتے ہیں۔ راسخین فی العلم قرآن کی تاویل پر ایمان رکھتے اور کہتے ہیں کہ: آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا[15] (ہمارا ان پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔) مگر ابو الحسن اشعری[16] مذکورہ آیت میں "والراسخون فی العلم" پر وقف کرتے تھے۔ جس سے آیت کے معنی یہ ٹھہرتے ہیں کہ راسخین فی العلم بھی متشابہات کی تاویل سے آگاہ ہیں۔ ابو اسحاق شیرازی[17] اس کی توضیح و تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "کوئی چیز ایسی نہیں جس کے علم کو خدا نے اپنی ذات کے ساتھ مخصوص کرلیا ہو۔ بلکہ علماء کو ہر چیز کے علم سے آگاہ کردیا ہے۔ یہ آیت علماء کی مدح وستائش میں وارد ہوئی ہے۔ اگر وہ متشابہات کی تاویل سے آشنا نہ ہوتے تو ان میں اور عوام میں کوئی فرق وامتیاز ہی نہ ہوتا۔"[18]

3۔ متشابہ کی قسم میں آیات صفات بھی ہیں جن کے بارے میں جمہور اہل سنت جن میں سلف صالحین بھی ہیں اور تمام محدثین اس امر پر متفق ہیں کہ ان آیتوں پر ایمان رکھنا فرض ہے اور ان سے جو بھی معنی مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا چاہیے ہم باوجودیکہ ان آیات کے ظاہری معانی سے اللہ تعالیٰ کو پاک اور منزہ مانتے ہیں۔ پھر بھی ان کی تفسیر نہیں کرتے۔

اہل سنت کے ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ ہم متشابہات کی تاویل ایسے امور کے ساتھ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے جلال اور عظمت کے شایان شان ہے۔

متشابہ کی اور قسم سورتوں کے اوائل ہیں (یعنی حروف مقطعات) ان کے بارے میں بھی مختار مذہب یہ ہے کہ وہ ایسے اسرار ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ چنانچہ ابن المنذر[19] اور دیگر محدثین نے شعبی[20] سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے سورتوں کے فواتح کے بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا "ہر کتاب کا کوئی راز ہوتا ہے اور قرآن حکیم کا راز سورتوں کے فواتح ہیں"۔[21]

4: علامہ خطابی[22] فرماتے ہیں: "متشابہ کی دو قسمیں ہیں:- پہلی قسم یہ ہے کہ اگر اس کو محکم کے ساتھ ملا کر اور اس کی طرف راجع کرکے دیکھا جائے تو اس کا معنی معلوم ہو جائے اور دوسری قسم وہ ہے جس کی حقیقت کے معلوم ہونے کی کوئی سبیل نہیں ہے اس قسم کے متشابہ کی پیروی کرنا کجرو اور ٹیڑھے دل ودماغ والوں کا شیوہ رہا ہے کہ وہ اس کی تاویل کی ٹوہ اور کھوج میں لگے رہتے ہیں اور اس کی تہہ تک رسائی حاصل نہ کرسکنے کی وجہ سے شک وارتیاب میں مبتلا ہو کر فتنہ کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں"۔[23]

ب: صفات باری تعالیٰ میں علماء سلف اور علماء خلف کا طریق:

1: علماء سلف کا طریقہ یہ رہا ہے کہ متشابہات پر ایمان لاکر ان کی حقیقت کا علم خدا کو سونپ دیا جائے۔ امام مالک[24] رحمہ اللہ سے جب استواء علی العرش کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "۔۔۔الاستواء غير المجهول والكيف غير معقول. والإيمان به

واجب.والسؤال عنه بدعة.وما ادرك إلا ضالا.وأمر به أن يخرج من المجلس"[25](استواء معلوم ہے مگر اس کی کیفیت سمجھی نہیں جاسکتی۔اس پر ایمان لانا فرض ہے،اور اس کے بارے میں پوچھنا بدعت ہے۔اور جس شخص نے آپ کو خبر دی ہے وہ گمراہ ہے۔اور آپ نے حکم کیا کہ مجلس سے اس شخص کو نکال دیا جائے)۔

2:صفات باری تعالیٰ میں علماء خلف کا طریقہ یہ رہا ہے کہ جس لفظ کا ظاہری اطلاق ذات ربانی پر محال ہو تو اس کی مناسب تاویل کی جائے۔یہ مذہب امام الحرمین اور علماء خلف کی ایک جماعت کی جانب منسوب ہے۔[26]

متشابہات کے بارے میں وعید:

آنحضرتﷺ نے ان افراد کو سخت وعید سنائی ہے جو کہ آیات متشابہات کے بارے میں چھان بین کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں میں شکوک وشبہات ڈال سکیں۔

الف: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تَلاَ رَسُولُ اللَّهِﷺهَذِهِ الآيَةَ: {هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الكِتَابَ، مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الكِتَابِ، وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ} ، فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الفِتْنَةِ، وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ، وَالرَّاسِخُونَ فِي العِلْمِ يَقُولُونَ: آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الأَلْبَابِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ: «فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكِ الَّذِينَ سَمَّى اللَّهُ فَاحْذَرُوهُمْ.[27]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہﷺنے یہ آیت کریمہ "هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الكِتَابَ" اللہ تعالیٰ کے قول" أُولُو الأَلْبَابِ"تک تلاوت فرمائی اُم المومنین بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہﷺ مجھ سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے" فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكِ الَّذِينَ سَمَّى اللَّهُ فَاحْذَرُوهُمْ "پس جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن مجید کے متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لیا ہے ان لوگوں سے بچنا۔

ب: اسلامی تعلیمات کی رو سے آیات متشابہات کے متعلق معلوم کرنے والے افراد قابل گرفت اور سزا کے مستحق ہیں۔چنانچہ اسی وجہ سے حضرت عمرنے ایک شخص کو متشابہات کے بارے میں پوچھنے پر سزادی تھی۔

صبیغ بن عسل مدینہ طیبہ آیااور وہ قرآن کریم کی متشابہ (آیات) اور دیگر اشیاء کے بارے سوال کرنے لگاتو اس کی خبر حضرت عمر کو پہنچی تو آپ نے اسے بلا بھیجا، پس اسے حاضر کیا گیا تو آپ نے اس کیلئے کھجور کے گچھوں کی جڑیں تیار کی ہوئی تھیں، پس جب وہ حاضر ہوا، تو حضرت عمرنے اسے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں عبد اللہ صبیغ ہوں، تو حضرت عمر نے فرمایا: میں عبد اللہ عمر ہوں، پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس جڑ کے ساتھ اس کے سر پر ضرب لگائی اور اسے زخمی کر دیا، پھر لگاتار اسے مارا یہاں تک کہ اس کا خون اس کے چہرے پر بہنے لگا، تو اس نے کہا: یہ کافی ہے اے! امیر المومنین، قسم بخدا جو میں اپنے سر میں پاتا تھا وہ نکل گیا۔[28]

متشابہات کے بارے میں فوائد اور حکمتیں:

متشابہات کے بارے میں بعض اہم فوائد اور حکمتیں درج ذیل بیان کی جاتی ہیں:

1: بعض متشابہات کا محدود علم اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو عطا کیا ہے تاکہ وہ عام افراد سے ممتاز ہوں اور یہ چیز ان کیلئے باعث عزت بنے گی۔[29]

2: بعض متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ نے تمام افراد سے مخفی راز میں رکھا ہے تاکہ اہل علم اپنے عقل کو ناقص اور عاجز تصور کریں۔ اس وجہ سے ایسے افراد تکبر سے بچ سکتے ہیں۔[30]

3: آیات متشابہات میں اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کا امتحان رکھا ہے تاکہ وہ اس امتحان سے پاس ہو کر اللہ تعالیٰ سے اجر حاصل کریں۔[31]

4: متشابہات کا ایک فائدہ یہ ہے کہ علماء کرام آیات متشابہات میں غور و فکر کرتے ہیں، یقیناً اس طرح غور کرنے سے قُربِ الٰہی حاصل ہو گا۔

5: قرآن کے معجزہ ہونے کے اسرار و رموز کی اس علم میں توضیح ہوتی ہے اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ قرآن پاک ایک عظیم کتاب ہے۔

6: متشابہات کے مختلف احتمالات سے کجی اور ٹیڑھ پن پیدا ہونے اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے اہل علم حضرات متشابہات کی تفسیر میں احتیاط کا پہلو مد نظر رکھتے ہیں اور اپنی آراء کا حتمی معنی مقرر نہیں کرتے۔[32]

7: متشابہ آیات کے ذریعے انسان حقائق کے قریب پہنچ جاتا ہے جس سے مقصد زندگی کا تعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔[33]

نتائج بحث:

مقالہ متشابہات کی حقیقت کے متعلق درج ذیل نتائج ثابت ہوتے ہیں:

آیات متشابہات کو محکم آیات کی طرف راجع کیا جائے۔ محکم آیات کے خلاف متشابہات کی تفسیر قبول نہیں کی جائے گی۔ سلامتی اور احتیاط کا پہلو یہ ہے کہ متشابہات کے بجائے محکم آیات کی پیروی کی جائے۔ متشابہات پر صرف ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جبکہ عملی زندگی کے لیے محکم آیات پر عمل کیا جائے گا۔ متشابہات مابعد الطبیعی اور غیبی اُمور ہیں۔ بعض متشابہات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جیسے قیامت وغیرہ اور بعض متشابہات کا علم صرف راسخین یعنی پختہ اہل علم کے پاس ہے۔ علم کی یہ قسم ظنی ہے۔ یعنی جس سے یقینی علم کا درجہ حاصل نہ ہو گا۔ متشابہات کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا علم محدود ہے جبکہ کائنات کا علم وسیع ہے۔ متشابہات کے متعلق صحیح موقف اختیار نہ کرنے کی وجہ سے عیسائی گمراہ ہو گئے تھے۔ جن افراد کے دلوں میں ٹیڑھ پن موجود ہے وہ متشابہات کی چھان بین کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں میں شکوک و شبہات ڈال سکیں۔ صفات باری تعالیٰ کے متعلق ایمان لا کر ان کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے سُپرد کیا جائے۔

حواشی و حوالہ جات

---

[1] متشابہات کی توضیح قرآن پاک میں موجود ہے: (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ) (وہی خدا ہے، جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں: ایک محکمات، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں، وہ کہتے ہیں کہ "ہمارا ان پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔" اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔)

[2] محکم وہ ہے جو اپنے معنی و مفہوم پر دلالت کرنے میں واضح ہو اور اس میں کوئی خفاء و اشتباہ نہ ہو۔ نص اور ظاہر بھی اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ نص وہ ہے جس کو راجع اور

متبادل معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس لیے نص کا مفہوم بلکل واضح ہوتا ہے۔ دیکھیے: صبحی صالح، مترجم: غلام احمد حریری، علوم القرآن، ناشر: ملک سنز ناشران و تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد، اگست1986ء، ص401

[3]سعیدی، غلام رسول، تفسیر تبیان القرآن، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، 1426ھ۔2005ء، ج2، ص64

[4]قاسمی، وحید الزمان کیرانوی، جامع ترین مکمل عربی اردو لغت، ادارہ اسلامیات لاہور، ربیع الاول1422ھ۔جون2001ء، ص840

[5]میرٹھی، زین العابدین سجاد، قاموس القرآن یعنی مکمل و مستند قرآنی ڈکشنری، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، 1994ء، ص477، 476

[6]نفس المرجع، ص477

[7]صبحی صالح، مترجم، غلام احمد حریری، علوم القرآن، ص402

[8]مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ج1، ص234

[9]ابن کثیر، عماد الدین، ابوالفداء، تفسیر ابن کثیر، المتوفی: 774ھ، دار الکتب العلمیۃ، منشورات محمد علي بیضون، بیروت، 1419ھ، ج1، ص390

[10]محمد شفیع، مفتی تفسیر معارف القرآن، ناشر: ادارہ المعارف دارالعلوم کراچی، 1410ھ۔1989ء، ج2، ص16-17

[11]سعیدی، غلام رسول، تفسیر تبیان القرآن، ج2، ص62

[12]اصلاحی، امین احسن، تفسیر تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2001ء، ج2، ص28-33

[13]راغب اصفہانی (502ھ۔1108ء) آپ کا نام حسین بن محمد بن مفضل ابو القاسم اصفہانی ہے۔ آپ کا تعلق علماء اصبہان سے تھا۔ آپ بغداد میں رہے۔ آپ کے علم کی زیادہ شہرت ہوئی یہاں تک آپ کو امام غزالی کے درجہ کے برابر تصور کیا جاتا تھا۔ آپ کی بعض تصانیف یہ ہیں: محاضرات الادباء، الذریعہ الیٰ مکارم الشریعہ ،الاخلاق، جامع التفاسیر، المفردات فی غریب القرآن اور حل متشابہات القرآن۔ دیکھیے: خیرالدین الزرکلی، الاعلام قاموس تراجم لاشہر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمشرقین ،دارالعلم للملایین مؤسسة ثقافية بيروت، جنوری2005ء، ج1، ص255

[14]الف: صبحی صالح، مترجم، غلام احمد حریری، علوم القرآن، ص403۔ب: أحمد بن حنبل، مسند امام احمد، باب کلمة الاستاذ الشیخ محمد حامد المفتی رئیس حدیث: 2881

[15]القرآن، 7:3

[16]اشعری، آپ کا نام ابو الحسن علی بن اسماعیل بن ابی بشر اسحاق اشعری ہے۔ آپ بصرہ میں 270ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اہل سنت و جماعت مذہب کی نُصرت کی۔ اشعری مذہب آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ آپ پہلے معتزلی فکر سے وابستہ ہوئے۔ پھر آپ نے معتزلی فرقہ سے علیحدگی اختیار کی۔ آپ کی بعض تصانیف یہ ہیں: کتاب اللمع ،الموجز، ایضاح البرهان، التبيين عن أصول الدين۔ آپ کی وفات 330ھ میں ہوئی۔ دیکھیے: ابی بکر بن خلکان، وفیات الاعیان، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1419ھ۔1998ء، ج3، ص249-250، ایضاً، خیر الدین الزرکلی، الاعلام، ج1، ص217

[17]آپ کا نام ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی ہے۔ آپ کی ولادت 393ھ کو ہوئی۔ آپ بغداد میں رہے۔ آپ نے جید علماء سے دینی علم حاصل کیا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے زمانے میں بغداد کا امام کہلانے لگے۔ آپ مدرسہ نظامیہ بغداد کے پوری زندگی نگران رہے۔ آپ دینی معاملات میں سخت تھے اور تقویٰ کے لحاظ سے بلند پایہ مقام رکھتے تھے۔ آپ کی بہت سی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ آپ نے بعض کتابیں بھی تصنیف کی ہیں: المہذب فی المذہب، التنبیہ فی الفقہ، اللمع، النکت فی الخلاف والتبصرہ، المعونہ والتلخیص فی الجدل۔ آپ کی وفات 476ھ میں ہوئی۔ دیکھیے: ابی بکر بن خلکان، وفیات الاعیان، ج1، ص55-58

[18]صبحی صالح، علوم القرآن، ص402

[19] ابن المنذر:(242-319ھ) آپ کا نام محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری ہے۔ آپ فقیہ، مجتہد اور حدیث کے حافظ کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ کو مکہ میں شیخ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کی بعض کتابیں یہ ہیں:المبسوط فی الفقه، الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، الاشراف علی مذاهب اهل العلم، اختلاف العلماء، تفسیر القرآن، دیکھیے: خیر الدین الزرکلی، اعلام، ج5، ص294

[20] شعبی:(19-103ھ-640-721ء) آپ کا نام عامر بن شراحیل بن عبد ذی کبار شعبی، حمیری ہے۔ آپکی کنیت ابو عمرو ہے۔ آپ تابعین میں سے تھے۔ آپ کی حفظ میں مثال دی جاتی تھی۔ آپ کوفہ میں پیدا ہوئے اور کوفہ ہی میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ حدیث کے فن میں ثقہ کی حیثیت سے معروف تھے۔ دیکھیے:خیر الدین الزرکلی، الاعلام، ج3، ص251-ایضاً، ابی بکر بن خلکان، وفیات الاعیان، ج3، ص6-9

[21] محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، مترجم، غلام نصیر الدین چشتی، الرابطہ انٹر نیشنل ریگل، کراچی، 1420ھ، ص177-176

[22] خطابی: آپ کا نام ابو سلیمان محمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب، الخطابی، البستی ہے۔ آپ ایک فقیہ، ادیب اور محدث تھے۔ آپ کی بعض تصانیف یہ ہیں: غریب الحدیث، معالم السنن فی شرح سنن ابی داؤد، اعلام السنن فی شرح البخاری، کتاب الشجاح، کتاب شان الدعاء، کتاب اصلاح غلط المحدثین۔ آپ کی وفات ربیع الاول 388ھ میں ہوئی۔ دیکھیے:وفیات الاعیان، ابی بکر بن خلکان، ج2، ص184-185

[23] محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، مترجم، غلام نصیر الدین چشتی، ص177

[24] امام مالک: (93-179ھ-712-795ء) آپ کا نام مالک بن انس بن مالک اصبحی، حمیری ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ اہل سنت کے چار مذاہب میں سے مالکی مذہب کے امام ہیں۔ آپ کی پیدائش اور وفات مدینہ میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف میں سے کچھ یہ ہیں: موطا، رسالہ فی الوعظ، کتاب فی المسائل، رسالہ فی الرد علی القدریہ۔ دیکھیے:خیر الدین الزرکلی، الاعلام، ج5، ص257-258

[25] ابن ماجه، سنن ابن ماجه، شرح محمد فؤاد عبد الباقی، باب، فیما انکرت الجهمیه، حدیث198

[26] صبحی صالح، علوم القرآن، ص405

[27] صحیح البخاری، کتاب، تفسیر القرآن (سورہ آل عمران) باب (منہ آیات محکمات) القرآن 7:3--حدیث4547۔ ایضاً صحیح مسلم، کتاب العلم، باب النهی عن اتباع متشابه القرآن، حدیث2665

[28] القرآن، 3:7۔قرطبی، الجامع لأحکام القرآن (تفسیر القرطبي) ابو عبدالله محمدبن احمدبن ابی بکربن فرح انصاری شمس الدین (المتوفی671ھ) دار الکتب المصریة، القاهرة، 1384ھ- 1964ء، ج4، ص15

[29] نفس المرجع، ج4، ص17

[30] محمد بن علوی مالکی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، مترجم، غلام نصیر الدین چشتی، ص176

[31] سعیدی، غلام رسول، تفسیر تبیان القرآن، ج2، ص64

[32] بدر الدین محمد بن عبد الله الزرکشی، البرهان فی علوم القرآن، دار المعرفه بیروت، ج2، ص75-76

[33] مودودی، ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، ج1، ص235